گوتم بدھ: حیات و افکار(تنقیدی مطالعہ)

محمد فرید*

Abstract

This article deals with the personality of Goutama Buddha and critically explained his teachings in an unbiased and impartial manner. He had no belief in worship and sacrifices. He got himself contented after having attained the salvation from just the cycle of birth and death and remained silent over the question of God (Brahman). Buddha presented a concept or idea that every man had got five stages and told about the eight theorems of leading the life. In these lines the personality and teachings of Goutama Buddha have been discussed elaborately.

تلخیص

سدھارتھ گوتم بدھ کی پیدائش پر نجومیوں نے پیش گوئی کی کہ یہ بچہ بڑا ہو کر بادشاہ بنے گا یا بہت بڑا راہب۔ وہ بچپن سے ہی غوروفکر کرنے والا تھا۔ وہ دنیا سے دکھ ،درد اور گناہوں سے چھٹکارا پا لینے کے لیے نروان کے راستے کا مسافر بن گیا۔ سات برس بَن میں جوگ اختیار کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ کسی کو مت ستاؤ اور سب پر رحم کھاؤ، یہی نجات کا سچا راستہ ہے۔ گوتم بدھ نے دنیا میں بدھ مت کی بنیاد رکھی اور آج دنیا میں ۲۰۰ ملین سے زائد بُدھ موجود ہیں۔

---

* لیکچرار شعبۂ اُردو ، اوپی ایف بوائز کالج ایچ ایٹ فور ، اسلام آباد۔

کلید ی الفا ظ: سدھا رتھ گوتم بد ھ، را ہب ، نر و ان، جوگ ، دکھ، درد ، رحم، نجا ت کا ر استہ، بُد ھ۔

ہند سندھ دھر تی نے اپنے ہزا رو ں سا لہ طو یل سفر میں لا تعدا د راہب، ستی، گرو اور اولیاء پیدا کیے ہیں۔مشر ق میں خد ا اور انسا ن کے ما بین ایک ہم آ ہنگی ازل سے موجود ہے۔ روحا نی تجر با ت بالخصوص ہند و ستا ن میں ایک بھر پو ر سیا سی اور ثقافتی اساس رکھتے ہیں۔ اس د ھر تی میں خدا کا ابد ی و جو د ز ند گی کی سب سے بڑی سچائی سمجھا جا تا ہے۔ ہند و ستا ن میں مذ ہبی وفکر ی سر گر می کا ابتدا ئی و با قا عدہ آغاز دسویں تا پند ر ہو یں صد ی قبل مسیح سے ملتا ہے۔ اس دور کی ہندوستا نی فکری تا ر یخ میں ما بعد الطبیا تی مسا ئل پر غو ر وفکر کا ر جحا ن ز یا دہ نما یاں ہے۔ یہا ں ما بعد الطبیاتی دنیا کوطبعی حوا لے سے دیکھنے کی بجا ئے طبعی دنیا کو ما بعد الطبیا تی نکتہ نظر سے دیکھنے کی کو شش نظر آ تی ہے۔ اس دور میں ایسی ہستیا ں ہیں جو حا لات کے جبرِ مسلسل میں اپنی موجود گی بطر یقِ احسن ثا بت کر تی نظر آ تی ہیں۔ نگر نگر کی خا ک چھا نتی یہ ہستیاں جاننے اور عر فا نِ ذا ت کی کھوج میں مسلسل ایک انتہا سے دوسری انتہا کے در میان بہتی چلی گئیں۔ اسی بہا ؤ میں گوتم بد ھ بھی شا مل ہو گیا۔ فکر ی مدو جزر میں شرا بور عرفان و گیان کی منا ز ل سے ہو تا ہو ایہ را ہب بد ھ مت کا با نی ٹھہرا ۔ آ ج دنیا بھر میں بدھ کا روحانی وجود اپنے ما ننے والو ں کو جا ڑے میں مخملی لحا ف کی گر مائش دے کر اپنی آز ادی خود حا صل کر نے کا در س دے رہا ہے۔

گوتم بدھ کی پیدائش کے متعلق ایوان کہتے ہیں:

''بدھ کی پیدائش ۵۶۳ قبل مسیح میں ہوئی۔ اس کانام سدھارتھ رکھاگیا اور خاندانی نام گوتم تھا۔''[۱]

سدھارتھ گوتم''شاکیہ منی''(شاکیوں کابزرگ) کے طور پر بھی مشہور ہواکیونکہ اس کی پیدائش ۵۶۳ قبل مسیح بمقام سیمتی قبیلہ لمبینون(Lumbniwan) شاکیہ ذات میں ہوئی تھی۔اس کے والد کانام شدھودھن تھا جوکپل وستو کے راجہ تھے۔ انکی والدہ کا نام مہا یا دیوی تھا۔ انہیں بو دھو ں میں وہی عظمت حا صل ہے جو عیسا ئی مذ ہب میں حضرت مر یم کو

ہے۔ یہ مقام بنارس سے ایک سو میل اتر پورب میں دریائے روہنی کے کنارے نیپال کی سرحدوں کے نزدیک شمالی ہندوستان میں ہے۔ سد ھا رتھ ایک ہفتے کا تھا کہ اسکی والدہ کا انتقا ل ہو گیا۔ اس کی پرورش اس کی خا لہ مہا پرجا پتی گوتمی نی کی جو سد ھو دھن کی دوسری را نی بنی۔یوں سدھارتھ گوتم کی تربیت کپل وستو کے شہزادہ ہونے کی بناپر انتہائی نازونعم میں ہوئی۔

محمدحفیظ سیدلکھتے ہیں:

راجہ شیدودھن کے ہاں ایک زمانے تک اولاد نہ ہوئی لیکن جب ان کی بیوی کی عمر۴۵ سال ہوئی تووہ امید سے ہوگئی۔''اسیت نام'' کے گیانی نے پیش گوئی کہ کہ ہونے والا بچہ بڑابادشاہ ہوگا یابڑامہاتما۔

''بالاآخر بڑی دعاؤں ،قربانیوں اور منتوں کے بعدبڑی بہن جب ۴۵ برس کی ہوئی تو اسے حمل رہا۔جب زمانہ ولادت قریب آیا تو وہ اس ارادے سے میکے چلی گئی کہ بچہ وہیں ہو۔لیکن جب رانی لمبنی باغ میں پہنچی تو جسم میں درد کی لہریں بڑھنا شروع ہوگئیں اور وہ مجبوراً ایک درخت کے نیچے لیٹ گئی اور اس طرح وہ بچہ کہ جس نے آئندہ گوتم بدھ کے نام سے مشہور ہونا تھا،زیر آسمان پیدا ہوا۔''[۲]

گوتم بد ھ کی پیدا ئش کے وقت معجزا ت کے ظہو ر پذ یر ہو نے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ گوتم بد ھ پیدا ئش کے فوراً بعد سات قد م چلے اور گو یا ہو ئے کہ میں جہان کا مختار کل ہو ں اور یہ میرا آ خر ی جنم ہے۔ جب گو تم کو پہلی با ر مند ر میں دیو تاؤں کے سامنے پیش کیا گیا تو تمام بت گوتم کے سا منے سر بسجو د ہو گئے۔ ان کے ما ننے والوں میں یہ عقیدہ بھی پا یا جا تا ہے کہ وہ اڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتے تھے، انھوں نے اپنی مُردہ ما ں کو بد ھ شر یعت کی تعلیم دی اور انھو ں نے مر نے کے بعد چیلے کی خواہش پر اسے اپنے پا ؤں کی ز یا رت کرا دی ۔ ان کی پیدا ئش پر ہو نے والے معجزات کے بارے میں محمد حفیظ سید بتا تے ہیں:

''جب وہ رحم ما در میں آ ئے تو بتیس علا متیں ظا ہر ہوئیں۔ دس ہزا ر دنیا ئیں روشنی سے بھر گئیں،اندھو ں کو آ نکھیں مل گئیں، گو نگو ں کو ز بان مل گئی اور بہر و ں کو کا ن عطا ہو ئے، ٹیڑ ھے سید ھے ہو گئے،لنگڑے چلنے پھر نے لگے اور قید ی آزا د ہو گئے،

سا ری فطر ت مسکرا اٹھی، ز مین و آ سمان کے سا رے با شند ے خو ش ہو گئے، جہنم کی آ گ بجھ گئی، معصو مین کے عذاب میں کمی ہو گئی۔ وہ دس ما ہ رحم مادر میں چا ر زانوں اس طر ح بیٹھے تھے کہ ان کا نو ری مجسمہ صا ف دکھا ئی دیتا تھا اور ہ اسی حا لت میں دیو تا ؤں کو تعلیم دیتے تھے اور تلقین حق فر ما تے تھے''۔۳

بیسو یں صد ی کے عالم حامد عبدا لقا در اپنی عر بی میں لکھی گئی کتاب ''بد ھ فلسفی۔ حیات و فلسفہ'' میں بتا تے ہیں کہ گوتم بد ھ کا نام قرآن مجید میں آ یا ہے وہ اس کی توضیح بھی پیش کر تے ہیں:

قرآ ن مجید میں دو جگہ (۲۱:۸۵ اور ۳۸:۴۸) انبیا ء کے تذ کر ے میں جو ذوالکفل، کفل والا شخص کا نام آ یا ہے جسے صا لحین اور صا بر ین میں سے کہا گیا ہے تو اس سے اشارہ شا کیہ مُنی گوتم بودھ کی طر ف ہے۔ اکثر علما ء نے ذوالکفل کو بنی اسرا ئیل کے نبی حز قیل کا حوا لہ قرار دیا ہے لیکن حا مد عبد القا در نے اسکی و ضا حت یو ں کی ہے کہ کفل کپلا کی معر ب صو رت ہے جو کپیلا وستو کا مخفف ہے۔ عبدالقا در کا کہنا ہے کہ قرآ ن مجید میں جو انجیر کا ذ کر ہے (والتین، ۹۵:۱۔۵)

وہ بھی بد ھ فلسفی کا حوا لہ ہے کہ کیو نکہ مہا تما کو روشن ضمیر ی انجیر کے در خت تلے حا صل ہوا تھا''۔۴

ہندوستان کے دیوتاؤں میں بدھ کا مقام انتہائی بلند ہے:

"Budha has a place among The gods of Indian,His life and teachings will compel the reverence of mankind, give ease to many troubled minds,gladden many simple hearts and answer to many innocent prayers".5

سوئمبر کی رسم کے مطابق گوتم کے باپ نے اس کی شادی ۱۶ برس کی عمر میں کنکنایایشودھرا(ماموں زاد) سے کر دی جس سے اس کا بیٹا راہول پیداہوا۔شاہی محل کے پرتعیش ماحول میں اس کی پرورش ہوئی تاہم وہ خود اس ماحول کاخوگر نہیں ہوا۔وہ بے کل رہتا تھا۔محل سے سیر کے دوران گوتم نے ایک بوڑھاآدمی،ایک مریض اور جنازہ دیکھا اسے محسوس ہوا کہ بڑھاپے کی ناتوانی، بیماری کی تکلیف اور موت و حیات انسانی کے ناگزیر دکھ کی جھلکیاں ہیں۔اس نے یہ سوچناشروع کر دیا کہ کیاکوئی ایسا انداز حیات ہے جو دکھ پر فتح

اور ذہن کو شانتی دے سکے۔اس نے مشاہدہ کیا کہ بیشتر انسان غریب ہیں اور اس محرومی کے سبب مسلسل ابتلاؤں میں گھرے رہتے ہیں حتی کہ دولت مند بھی اکثر مایوس اورناخوش رہتے ہیں۔

سیدمحمدحفیظ اس کی ازواج کے متعلق لکھتے ہیں:

''دکھنی بودھی کتابیں صرف ایک بیوی پر اکتفا کرتی ہیں لیکن چینی بودھ تین بیویاں بتاتے ہیں شیودھر ،گوتمی اورمنوہرا،تبت والے بھی تین بیویاں ہی بتاتے ہیں۔''۲

۲۹ برس کی عمر میں وہ اپنی بیوی اور بچے کو اکیلاچھوڑ کر ایسے راستے کی جستجو میں جانکلا جو اسے حق کی تلاش میں مدد دے سکے۔سدھارتھ گوتم نے مشرق کی جانب منہ کرکے بودھی درخت کے نیچے بیٹھنے اور آگہی حاصل ہونے تک نہ اٹھنے کاارادہ کر لیا۔ ۴۹ دن کے مسلسل مجاہدے اور مراقبے کے بعد اماوس کی رات کو گوتم دھیان کی چار منازل سے گزرا۔ رات کے آخری پہر میں گوتم نے آگہی(بدھی) حاصل کی۔ اس نے کٹھن ریاضت جاری رکھی بال کاٹ لیے، پیلا لباس پہن لیا۔ اورسنیاسی بن گیا۔ اس نے طویل عرصے تک سانس روکے رکھنے اور بھوکے رہنے کی صلاحیت حاصل کر لی ۔لیکن وہ اس مقام سے خوش نہ ہوا کیونکہ یہ اس کی تلاش نہ تھی۔ گوتم بدھ تلاشِ حق کے سفر میں راج گڑھ پہنچے جو اس وقت راہوں کا گڑھ تھا۔ گوتم یہاں''الارہ'' نامی راہب سے ملے لیکن انکا فلسفہ انہیں متاثر نہ کر سکا۔ اس کے بعد وہ ہند و یوگی'' ادرک'' سے ہند و فلسفہ کی تعلیم حاصل کرتے رہے وہ بھی گوتم کی تسلی وتشفی نہ کر سکے۔ اس کے بعد گوتم '' ارولا'' کے جنگل میں جا نکلے۔ سخت ریاضت ، تپسیا اور بھوک سے وہ نڈھال ہو گئے اور گرنے کے بعد ہوش میں آنے پر سخت مایوسی کا شکار ہو گئے۔ ان کے پانچ قریبی چیلے بھی ان کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔آپ کو گوہرمراد نہ پانے اور شاگردوں کے ساتھ چھوڑ جانے کا سخت دکھ ہوا۔ اس کے بعد گوتم بدھ فطری طور پر رواقیت (Epicurianism)سے لذتیت(Stokism) کی طرف مائل ہو گئے۔ انھوں نے دو دن کی مسافت کے بعد'' نرنجا راندی'' کے ساحل پر اپنا بسیرا کر لیا اور ایک پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھ کر غور وفکر کرنے لگے:

'' اس نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ کوئی ایسا اندازِ حیات ہے جو دکھ پر فتح اور ذہن کو شانتی دے سکے''۷

سدھارتھ نے ۶ سال تک سخت ریاضت اور مراقبہ کیا ۔۳۵ برس کی عمر میں اس نے عرفان حاصل کر لیا۔اب وہ بنارس کے قریب سارناتھ آ گئے اور تبلیغ شروع کر دی۔ آپ نے ۴۶ سال کی عمر تک محبت ، اخلاق، سادگی اور شرافت کی تبلیغ کی اور لوگوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔ آپ کے والد، بیوی اور بیٹے نے بھی بدھ مت قبول کر لیا تھا۔

الیگزنیڈر برزن لکھتے ہیں:

> آخر کار بہت گیان مراقبہ کے بعد بدھ فلسفی کو ۳۵ سال کی عمر میں مکمل روشن ضمیری حاصل ہوگئی۔ ثانوی تحریروں میں آیاہے کہ ان کو موجودہ ہندوستان کے علاقے بودھ گیا میں بودھی درخت کے نیچے روشن ضمیری ملی تھی اور اس کے لیے ان کو'مارا' کے حملوں کاکامیابی سے مقابلہ کرکے اسے پسپا کرناپڑاتھا۔یہ حاسد دیوتا بدھ فلسفی کو روشن ضمیری سے دھڑکانے کے لیے طرح طرح کی خوفناک اور لبھانے والی صورتوں میں سامنے آیا تاکہ بودھی کے درخت تلے ان کے مراقبہ میں خلل ڈال سکے۔۸

بدھ مت کے خیالات نے دنیا کو ایک نئی راہ دکھائی۔ ایسے راستے کی جستجو گوتم کی زندگی میں بنیادی قوت اختیارکر گئی جو انسان کو یکسوئی اور کامل معرفت یعنی نروان تک لے جانے میں مدد کرے۔ بدھ کے فلسفے کے بنیادی و کلیدی خیالات ونظریات کے حوالے سے ایوان پی مگ گریل بتاتے ہیں:

- اس سنسار میں زندگی بنیادی طور پر دکھ ہے۔
- کسی شخص کے اچھے برے اعمال (کرم) کا نتیجہ بہتر یا بدتر دوبارہ جنم ہوتا ہے۔
- اعلیٰ ترین مقصد آواگوان کے چکر سے نجات (نروان) حاصل کرنا ہے۔
- آٹھ نکاتی صراطِ مستقیم پر چل کر نروان حاصل ہوتا ہے۔
- ہر ایک کو تمام مخلوقات کے ساتھ ویسا سلوک کرنا چاہیے جیسا وہ اپنے ساتھ کرتا ہے۔

- بودھی(Budhist)تمام مخلوقات کی مسرت حاصل کرنے کی جد و جہد کرتا ہے۔
- کسی شخص کو کوئی عقیدہ تبھی قبول کرنا چاہیے جب اس کا اپنا تجربہ اسکی جانچ کرلے''۔۹

گوتم بدھ کے دور میں مقبول عام ویدک مذہب زوال پذیری کا شکار ہو کر محض رسومات پر مبنی حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ ہندو معاشرہ ذات پات اور نسبی گروہ بندیوں کا شکار ہو چکا تھا۔ معاشی استحصال اور معاشرتی تقسیم نے لوگوں کو ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا۔ دیگر نوجوانوں کی طرح سدھارتھ بھی غیر یقینی اور غیر فطری کی ان جکڑ بندیوں سے نجات حاصل کر کے برہمن و شودر کو برابری دلانے کے لیے سوچ و فکر کا نیا نظام لانے کی کوششوں میں اپنا کردار ادا کر رہا تھا۔ گوتم بدھ نے لوگوں کو ایک منفرد اور جدید اخلاقی نظام سے روشناس کرایا اور اخلاقیات کے نئے قوانین مرتب کیے جن کو چار درجات میں تقسیم کیا گیا۔ زبیرانا ان کی تفصیل یوں بتاتے ہیں:-

''۱۔ کپنا یعنی شفقت و محبت
۲۔ میتری یعنی انسان دوستی
۳۔ مدتیا یعنی ہمدردی
۴۔ اپیکشا یعنی عاجزی، انکساری، غیر جانبداری اور ذات کی نفی''۔۱۰

انسان بدھ کے فلسفے کا مرکز و محور ہے۔ وہ اپنی تقدیر کا نہ صرف خود خالق ہے بلکہ اچھے اور برے تمام فیصلوں کا ذمہ دار ہے۔ یہ دنیا فانی ہے اور ابدی زندگی اس سے یکسر مختلف ہے دنیا میں انسان ایک امتحان سے گزرتا ہے۔ بدھ نے کرم اور دوبارہ جنم کے فلسفے کی نئی توضیح پیش کی۔ بدھ نے اپنے ماننے والوں کو نئے جنم کو خوشگوار بنانے کے لیے اپنی خودی کو روشن رکھنے کا حکم دیا:

"Be a lamp to yourself. Be a refuge to the truth. Do not look for refuge to aynone besides yourself."11

نروان حاصل کرنے کے بعد گوتم بدھ اپنے تجربات دوسروں کے ساتھ بیان

کر نے سے ہچکچا تے تھے۔ شرو ع میں انھو ں نے اپنے عقا ئد دوسرو ں تک بطو رتبلیغ سامنے نہ رکھے۔ کہا جا تا ہے کہ انھو ں نے دیو تا ؤں بر ہما اور اند ر کے کہنے پر اپنی تبلیغ کا آ غا ز کیا ور ہر ن با غ میں اپنے پا نچ چیلو ں کے سا تھ پہلی با رسچا ئی کے چار اصولو ں کا پر چا رکیا۔ بد ھ مت کسی قا ئم شد ہ رو ایت سے کٹ الگ اور انفراد ی طور پر دعوت ِ تبلیغ دینے پر زور دیتا ہے اس تبلیغ کا نقطہء خا ص انفرا دی تجر بے سے روشن ضمیر ی حا صل کر نا ہے۔ بد ھ اپنے ما ننے وا لو ں کو بر سا ت کے تین مہینو ں میں ایک جگہ قیام کر نے اور مز ید سفر نہ کر نے کا درس دیتے تھے اسے ''ورشک'' کہا جا تا تھا جس کا مقصد بد ھو ں کو لو گو ں کو اس مشکل مو سم میں تکلیف نہ دینا تھا۔ بر سا ت کے مو سم میں گو تم بدھ کا ز یا دہ قیا م ریا ست کوشلہ کی راج دھا نی شرا وستی کے جتا ون جھاڑ کے مقام پر بسر ہو تا تھا۔ جتاون کے مقام پر ہی ایک خا نقا ہ تعمیر کر دی گئی تھی جس میں گو تم نے چھ غیر بودھ مکا تیب فکر کو اپنی روشن ضمیر ی کی طا قت سے بودھ مکتبہ فکر میں دا خل کر دیا تھا۔ بد ھ مت کی تعلیما ت پر عمل کر تے ہو ئے ایک را ہب سر منڈاتا ہے، پیلے لبا س میں سا تھیو ں کے سا تھ رہتا ہے، مطا لعہ اور مرا قبہ کو اپنی ز ند گی میں شامل کر تا ہے اور مجر د ز ند گی گزارتا ہے، شرا ب نو شی اور دیگر نشو ں سے اپنا دامن بچاتا ہے ، تز کیہ نفس کر تے ہو ئے دوسرو ں کی مدد کرنے کا مو قع ہا تھ سے نہیں جانے دیتا۔ چو نکہ بدھ مت میں عبا دا ت کے اوقات مقرر نہیں اس لیے ایک را ہب اور عام بدھ جب آ سا نی محسوس کر یں اپنے نفس کی آ لائشیں صا ف کر نے کے لیے عبادت کا سہارا لیتے ہیں۔ سدھارتھ گوتم کے پہلے وعظ کو ''دھرم کے پہیّے کاموڑ'' کہاجاتا ہے۔ سدھارتھ گوتم نے زندگی کے آخری ۴۵ سال شمالی ہندوستان کے سفر میں گزاردیے۔ بدھ نے علتوں کی چار خاصیات بیان کیں۔۱۔ ظاہری چیزوں سے لگاوٹ ۲۔ طلب ۳۔عدم تغیر اور ۴۔ مشروطیت ۔بدھ نے ہرشخص کے پانچ چیزوں(سکندھوں) پرمشتمل ہونے کانظریہ پیش کیا۔۱۔جسمانی روپ ۲۔ جذبات۳۔ فہم۴۔ ہیجان۵۔ شعور۔بدھ مت کی دوبڑی شاخیں ہیں ۔

بقول مائیکل ہارٹ:

''اس کی دوشاخیں اہم ہیں ۔'تھرویدٔ جوجنوبی ایشیا میں مقبول ہے اور جسے مغربی حکما بدھ کی حقیقی تعلیمات کے قریب ترین مانتے ہیں۔ دوسری شاخ 'مہایانا' کہلاتی ہے جس کے پیروکار تبت، چین اور شمالی ایشیا میں اکثریت میں ہیں۔''۶

گوتم بد ھ انسان کے با ر با ر جنم لینے پر یقین ر کھتے ہیں۔ نظر یہ کر م کے تحت جیسے ہی کو ئی انسا ن ، دیو تا یا جا نو ر مر تا ہے تو اس کی پہلی ز ند گی کو سا منے رکھتے ہوئے خو ش گو ار یا نا خوشگو ار اگلی ز ند گی کا جنم دیا جا تا ہے۔ وہ سبب جو نئی ز ند گی کا با عث ہو تا ہے وہ تر شنا ہے۔ ہر فر د فنا ہو تے ہی اپنی نیکیا ں یا بر ا ئیا ں نئی زندگی یا جنم میں منتقل کر دیتا ہے۔ بد ھ مت میں سید ھا را ستہ چا ر حقا ئق پر مشتمل ہو تا ہے غم ، سببِ غم، انسدادِ غم اور فنا ئے غم۔ اس اجما ل کی تفصیل دین محمد شفیقی عہد ی پو ری یوں بیا ن کر تے ہیں:

۱۔ زندگی دکھ کا نام ہے یعنی یہ ز ند گی جو ہر ایک کو بھلی معلو م ہو تی ہے اس میں دردوغم ہمیشہ کے لیے اور خو شی ایک پر ند ے کی مانند ہے جو انسا نی ز ند گی کے درخت پر گھڑی دو گھڑی کے لیے بیٹھتا ہے ۔

۲۔ دکھ کا ایک سبب ہو تا ہے یعنی یہ سبب ز ند گی کی سہو لیا ت حا صل کر نے کے لیے خو اہش، طلب آ رزو کے با عث پیدا ہو تا ہے۔

۳۔ دکھ کا خا تمہ کیا جا سکتا ہے یعنی ز ند گی خوا ہشا ت اور آ رزو ں کے بغیر بسر کی جائے تو اس عظیم سچا ئی یعنی دکھ سے نجا ت ممکن ہے۔

۴۔ دکھ سے نجا ت کی راہ مو جو د ہے اس کا مطلب یہ ہو ا کہ بد ھ مت دکھ بھر ی دنیا میں اپنے پیرو کا ر وں کو نجا ت کی راہ دکھا تا ہے''۔۱۳

گوتم بدھ کے ہم عصروں یا خود انکی لکھی ہو ئی کو ئی کتا ب مو جو د نہیں ہے۔گوتم کی و فا ت کے تقر یباً ۳۰۰ برس بعد سے ان کی ذاتی زند گی اور عقا ئد و نظر یا ت کے بارے میں معلوما ت ملتی نظر آ تی ہیں۔ گوتم کے ابتدا ئی افکا رتری پٹا کا (تین ٹوکریوں) میں محفو ظ ہیں جو ۲۴۱ قبل مسیح میں پا لی ز با ن میں لکھے گئے۔ اعتزا ز احسن اس کے متعلق لکھتے ہیں:

’’ تری پٹاکا (تین ٹوکریاں)؛۱۔ وٹایاپٹاکا: اس میں عمل کے طریقے بتائے گئے ہیں۔
۲۔ سُتا پٹاکا: اس میں تمثیلوں کی صورت میں وعظ اکھٹے کیے گئے ہیں۔
۳۔ ابھی دھما پٹاکا: اس میں فلسفے کے مباحث شامل ہیں‘‘۔۱۴

بدھ کی تعلیمات کے مطابق مراقبہ یاارتکاز فکر (دھیان) کاایک زبردست طریقہ تزکیہ نفس ہے۔جسم، خیالات اور اصولوں پر غوروفکر کے لیے بھی ایسی ہی تعلیمات دی گئی ہیں کہ جن کی مدد سے دنیا کی اشیا سے تزکیہ نفس کی خاطر ناطہ توڑ کر نروان حاصل کرنا ہے۔ایون پی مک گریل لکھتے ہیں:

> بندھن توڑنااور طمانیت نروان ہے۔ تب کوئی خواہش نہیں رہتی،اس لیے دکھ بھی نہیں ہوتا۔ بدھ نے کہا۔ میرے اندر علم اور بصیرت ظاہر ہوئی۔ میری نجات یقینی ہے میں دوبارہ جنم نہیں لوں گا۔ یہ میراآخری جنم ہے۔ یہ ہے نروان ۔بدھ مت کامقصدحیات مکمل شانتی، کاملیت اور فناپذیری کونروان کہتے ہیں۔بدھ نے نروان کوناقابل بیان کیا۔ نروان کے لفظی مطلب توبجھا ہوایاگل کے ہیں لیکن اصطلاحاً ہم یہ کہیں گے کہ نروان روح (آتما) کی نجات ہے جو فنائے ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد تمام دکھ، درد، تکالیف اور خواہشات سے چھٹکارا مل جاتاہے۔بالخصوص آواگون کے چکر سے نجات۔(۱۵

بدھ مت کے فلسفے کے مطابق بندھن توڑ نا نروان ہے ۔ تب کوئی خواہش ، خواہش نہیں رہتی اس لیے دکھ بھی نہیں رہتا۔

بدھ کا مقصد حیات مکمل شانتی اور فنا پزیری ہے، یہی نروان ہے۔ بدھ کے مطابق علم اور بصیرت حاصل کر لینے سے نجات یقینی ہے جیسا کہ انھیں حاصل ہوئی۔ بدھ نے نروان کو ناقابلِ بیان قرار دیا ہے۔ یہ آتما یعنی روح سے آزادی حاصل کرنے کا نام ہے بالخصوص آگوان کے چکر سے ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کرنا ۔آتما کا روح کل (پرماتما) میں فنا ہو جانا نروان، مکتی یا نجات کہلاتا ہے۔گوتم نے چونکہ یہ سب حاصل کر لیا تھااس لیے اس کا دوسرا جنم اب ممکن نہیں۔ خواہشات کو کچلنا اور جذبات کو ختم کرنے کی جدوجہد کرنا نروان حاصل کرنے کے لیے بنیادی شرط ہے۔بعض ناقدین گوتم بدھ کے اس فلسفے سے اتفاق نہیں کرتے۔ اس سلسلے میں علی عباس جلالپوری لکھتے ہیں:

گوتم بدھ کا دین ایک نظامِ اخلاق ہے جس کی اقدار شخصی اور منفی ہیں۔ اس میں سماج کی اصلاح یا بہتری کا کوئی سامان دکھائی نہیں دیتا۔ اس کی اخلاقیات تپ تیاگ پر مبنی ہیں۔ جو شخص دنیا کو تیاگ (ترک کر) کے گوشہ نشینی اختیار کر لے وہ کسی کی کیا بھلائی کرے گا۔ گوتم بدھ نے عورت کی بھی مذمت کی ہے"۔۱۶

بدھ مذہب قبول کرنے کے لیے کسی رسم کے ادا کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان آٹھ اصولوں پر عمل کرنے سے نروان حاصل کرکے اس مذہب کی معراج تک پہنچا جاسکتا ہے۔ بقول عادل فراز وہ آٹھ اصول یا سچائیاں یہ ہیں:

"۱۔سچا یقین۔۲۔ سچا مقصد۔۳۔ سچا بیان۔۴۔ سچا کام ۵۔ سچی زندگی۶۔سچی محنت ۷۔ من کی سچی حالت ۸۔ سچا دھیان۔"۱۷

مہاتما بدھ نے تیسرے اور چوتھے اصول سچا بیان اور سچا کام کی مزید وضاحت کرتے ہوئے پانچ بنیادی نصیحتیں لوگوں کو کیں۔۱۔کسی کی جان لینے سے گریز کرنا۲۔ بغیر اجازت کسی کی کوئی چیز استعمال نہ کرنا۔۳۔غیر قانونی جنسی تعلقات قائم نہ کرنا۴۔ جھوٹ بولنے سے بچنا ۵۔ نشہ آور اشیا سے گریز کرنا۔گوتم بدھ نے بڑھاپے کی ناتوانی ، بیماری کی تکلیف اور موت حیات انسانی کے ناگزیر دکھوں پر فتح پانے اور ذہن کو شانتی دینے کے لیے نئے اندازِ فکر کی جستجو کی ایسے راستے کی جستجو گوتم کی زندگی میں بنیادی حیثیت اختیار کر گئی جو موروثی دکھوں پر غلبہ حاصل کر لے۔ بدھ افکار میں دکھوں کی تین بڑی اقسام ہیں:

۱۔ ایسا دکھ جسے عمومی مظاہر سے ہر آدمی محسوس کرے۔

۲۔ وہ دکھ جو زندگی میں کسی مستقل عنصر کی موجودگی کے بغیر ایک سلسلہ علت و معلول کی پابند نشو و نما کے سبب محسوس کیا جائے۔

۳۔ وہ دکھ جو بے ثبات اور تغیر پذیر زندگی کے سبب پیدا ہوتا ہے"۔۱۸

گوتم بدھ کی تعلیمات کے مطابق تبدیلی مذہب کے لیے فرد کو صالح لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، بدھ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا و تفکر کرنا اور عملِ صالح سے دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا بنیادی شرائط ہیں۔ بدھ ایک سالک کے لیے ان زنجیروں کو توڑنے کا فلسفہ پیش کرتے ہیں:

۱۔ وہم ۲۔بدھ میں شک ۳۔رواسم پر یقین ۴۔نفس پرستی و ہوس پرستی ۵۔ نفرت ۶۔اس دنیا میں زندگی کی خواہش ۷۔ جنت کی خواہش ۸۔ غرور ۹۔خود کو صحیح اور سچا سمجھنا ۱۰۔جہالت۔ بودھ مذہب کا پابند جب پہلی پانچ زنجیریں توڑے گا تو وہ ارہت ہو جائے گاجب پوری دس زنجیریں پاش پاش کر دے گا تو اسے اس کا مرتبہ مل جائے گا اور اس مرتبے کے حاصل کرنے کا نام نروان ہے''۔۱۹

گوتم بدھ کے فلسفے کے مطابق جو چیز وجود رکھتی ہے وہ مادے سے بنی ہے اور مادہ فنا پذیر ہے۔ انسانی وجود بھی فانی ہے۔غم،بیماری، افلاس، امیدوں کا ختم ہونا اور موت فنا کے مدارج ہیں۔ حرص و آرزو بھی آواگوان سے دور نہیں جانے دیتی۔ دل کی برائی انسان کا تعلق مادی دنیا سے جوڑ دیتی ہے۔گوتم بدھ نے انسان کو مختلف صفات و اغراض کا مرکب کہا جو مادے کا نتیجہ ہیں۔ محمد حفیظ سید اس حوالے سے بدھ کی بتائی گئی ۲۸ مادی خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں:

(الف) عناصر اربعہ: مٹی، آگ، پانی ، ہوا (کل ۴)۔ (ب) حواس خمسہ: آنکھ، ناک، کان، زبان اورجسم(کل ۵)۔(ج) مادے کے پانچ خواص: صورت، آواز، بو، مزہ اور جوہر(کل ۵)۔ (د) جنس مذکر اور مونث(کل ۲)۔ (ر) تین ضروری حالتیں: خیال، قوت / حیات، مکان و زمان (کل ۳)۔ (س) اطلاع کے دو ذرائع: گفتگو اور اشارہ(کل ۲)۔(ش) زندہ اجسام کی سات صفتیں:بحال ہونے کی صلاحیت، مجتمع کی صلاحیت، تصرف کی صلاحیت، تسداد، انحطاط، تغیر اور لچک(کل ۷): تمام:۲۸''۔۲۰

گوتم بدھ کے فلسفے کے مطابق تمام انسان برابر ہیں۔ ہر ایک کی بات سننی چاہیے اور اسے عزت دینی چاہیے۔عورتوں اور مظلوموں کوتحفظ دینا چاہیے۔اس میں مصالحتی حکمتِ عملی کے تحت سزائیں نرم اور محاصل معتدل رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ غریب کی مدد کر کے غربت کا خاتمہ کرنا، کسانوں کو بیج اور مویشیوں کے لیے چارہ مہیا کرنا، تاجروں کو کاروبار کے لیے سرمایہ فراہم کرنا اور مزدوروں کو مناسب اجرتیں دینا حکمرانوں کی ذمہ داری ہے، گوتم بدھ نے ہندومت کے ذات پات کے نظام کو چیلنج کیا اور سماج کے ہر فرد کو اہمیت دے کر صدیوں پرانے فرسودہ اور غیر فطری نظام کوختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا:

بدھ مت کے باعث ہندو وانہ ذات پات کے نظام خصوصاً بادشاہوں کے خلاف

> بغاوتیں بڑھ گئیں اور ذات پات کا نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا۔ اس طرح قبائلی انداز میں چلنے والا پرانا نظام ، ذات پات کے جاگیرداری ڈھانچے میں ڈھلا اور اس کے بعدٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا۔ اور اس طرح صدیوں تک ٹوٹتا چلا گیا۔۲۱

گوتم بدھ نے کہا کہ آدمی کو اپنے اوپر قابو رکھنا چاہیے۔ دوسروں کے ساتھ نفرت کا نہیں پیار کا سلوک کرنا چاہیے اور صاف ستھری زندگی بسر کرنی چاہیے۔ گوتم بدھ نسبتاً ہندوتھے لیکن انھیں اپنے دھرم کی کچھ باتیں پسندتھیں اور کچھ سے وہ اتفاق نہیں کرتے تھے۔ ان کا پرستش اور قربانیوں پراعتقاد نہ تھا۔انھوں نے محض پیدائش اورموت کے چکر یعنی آواگوان سے نجات حاصل کرنا(نروان) ہی کافی بتایااور خدا(برہمن) کے بارے میں مکمل خاموشی اختیارکی۔آزاد سلہری لکھتے ہیں:

> انہوں نے ہندومت کے بعض عملی طریقے یعنی ضبط نفس (برہم چریہ) اور یوگ (مراقبے) وغیرہ کو اختیار کیا اور بعض نظری اصول بھی تسلیم کیے مثلاً ا۔ آواگوان کانظریہ یعنی انسان پیدا ہوتاہے ،مرتاہے اور مرکر دوبارہ پیداہوتاہے اور پیدائش اور موت کا یہ سلسلہ برابر چلتا رہے گا تاوقتیکہ انسان کو نروان حاصل ہوجائے ۔۲۔کرم کانظریہ یعنی انسان کادوسرا جنم اس زندگی کے اعمال کے مطابق ہوتاہے اگر اس زندگی میں کسی کے اعمال اچھے ہیں تو دوسرے جنم میںاس سے بہتر حالت میں پیداہوگا اور اگر خراب تو اس سے بھی سقم حالت میں ۳۔دنیا کی تکالیف کاسبب لاعلمی(اودیا) اور خواہشات (کام،ترشن) ہیں لیکن اس سے نجات حاصل کرنے کاجو طریقہ انھوں نے بتایا وہ ہندوؤں سے مختلف تھا۔۲۲

بدھ مت کے فلسفے کے مطابق کوئی آدمی پیدائشی باہمن نہیں ہوتا بلکہ جو نیک اعمال کرے یا تپسیا کرے صرف اسے ہی نروان مل سکتا ہے۔ موجودہ دور میں بدلتے حالات سے باہر تمدن اور اندرونی اختلاف ، نسلی تفاوت، علاقائی اثرات اس مذہب پر پڑنے سے اس میں کئی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔ بودھ مذہب میں دو بڑے فرقے'' مہایان'' اور'' ہنیان'' بن چکے ہیں۔ اس کے علاوہ سولہ چھوٹے فرقے بھی ہیں۔ تبت، چین، جاپان، نیپال، شمال کے بدھ ماہنیان کے قائل ہیں۔'' ہنیان قدیمی بودھ مذہب کے ماننے والے ہیں جو زیادہ تر سری لنکا اور برما میں پائے جاتے ہیں۔ یہ خدا کے وجود اور عدم وجود سے سروکارنہیں رکھتے ہیں اور نہ ہی روح کے قائل ہیں''۔''ما ہنیان ''بدھ ستو پر یقین رکھتے

ہیں۔ یہ بدھ کو پُر اسرار اور مافوق الفطرت ہستی مانتے ہیں۔ یہ دیوی دیوتاؤں کے بھی قائل ہیں مختلف دیو تاؤں اور مورتیو ں کی پوجاپاٹ کرتے ہیں۔ مہایان فرقے کا بانی ''ناگار جن'' ہے جس نے اس مذہب میں خدا اور دیو تا ؤں کو شا مل کر کے جہا ں اسے ہر دلعز یز بنا دیا و ہا ں اس میں بُت پر ستی د اخل کر کے اسے گوتم بد ھ کی عام تعلیمات سے دوربھی کر دیا۔ آ ج دنیا کے اکثر علا قو ں میں ایرانی، رومن اور یو نا نی دیو ما لا ؤں سے بھر پو ر یہ عقید ہ عام ہو چکا ہے۔ خو ر شید احمد لکھتے ہیں:

> ابتداء میں بد ھ مت میں بت پر ستی کا رواج نہیں تھا مگر آ ہستہ آ ہستہ ہندو مت کے اثرات کے با عث جہا ں اور بہت سی بر ی رسمیں اس مذ ہب میں دا خل ہو ئیں وہاں بت پر ستی کا رواج بھی شرو ع ہو گیا حا لانکہ بت مت کے خلا ف ایک ردِعمل تھا اور اس میں ذا ت پا ت کے ظا لما نہ نظام کی نفی کی گئی تھی لیکن یہ پو تر تا(پا کیز گی) ز یا دہ عر صہ قا ئم نہ رہ سکی۔ **۲۳**

بدھ مت ایک انسان دوست مذہب ہے جس نے کسی بھی شکل میں الوہی حاکمیت کا دعویٰ نہ کیا ۔ اس نے اپنی تمام نجاتوں اور کامرانیوں کو انسانی کوششو ں اور ذہانتوں سے جوڑا ہے۔ عدم تشدد، قناعت، جنسی بے راہ روی سے بچنا، راست بازی، غصے پر قا بو، تمام مخلوقات میں برابری، دردمندی، غیر جانبدا ری، دوستانہ رویہ، ہمدردانہ مسرت جیسی خصوصیات اسے عالمگیر مذاہب کی فہرست میں شا مل کر نے کے لیے جواز فراہم کرتی ہیں۔

عالمی ہم آ ہنگی ایک خو اب ہے۔ گوتم بد ھ کے فلسفے کے ذ ریعے پو ری دنیا کے انسان، انسا ن دوستی کے پیش نظر چیز و ں کے با رے میں مثبت نقطۂ نظر اختیا رکر کے اس خو اب کی تعبیر نکا ل سکتے ہیں:

> "Buddha's philosophy of life viewed in the light of modern needs, this could be achieved only if there are men of good will all the world over, right leadership, inspired by humanism, a human view of things, a human assessment of strength as well as weakness of man".**24**

گوتم بدھ کی موت ۴۸۳ قبل مسیح میں ہوئی۔ اپناجانشین مقرر کرنے سے بدھ کے گریز اور سنگھ(جماعت) میں ہر ایک کو برابر اہمیت دے کر خصوصی سرپرستانہ استحقاق کااسترداد اس

کی جمہوری ترجیح کو واضح کرتا ہے ۔۲۶۹ تا۲۳۲ قبل مسیح ہندوستان پر حکمرانی کرنے والاشہنشاہ 'اشوک' بدھ کی تعلیمات پر عمل کر کے مثالی شہنشاہ بن گیا۔ اس وقت دنیامیں تقریباً ۲۰۰ ملین سے زائد بدھ موجود ہیں۔

بقول ایثارحسین:

ہزارو ں سا ل قبل آ پ نے اپنی عبادات ، تجر با ت کا نچوڑ پیش کر دیا تھا کہ یہ دنیا دکھو ں اورغموں کا گھر ہے۔ جتنی جلدی ممکن ہو اس دنیا سے نجا ت حا صل کر لینی چا ہیے۔ غالبؔ صاحب یہ شعر لکھ کر اسکی تصد یق کر دی تھی کہ دکھو ں اور غمو ں سے نجا ت حاصل کر نے کا واحد حل صرف مو ت ہی ہے۔

قید حیا ت و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں''۲۵

آ پ نے ۸۰ سا ل عمر پا ئی اور اتر پر دیش میں بنا رس سے ۱۹۰ کلو میٹر وورکشی نارا(کشینگر) میں آخری سا نس لیا۔گوتم بد ھ کی ر حلت کے بعد ان کے بد ن کو آ گ لگا دی گئی اور انکی خا ک کو چا رمتبرک جگہو ں پر ستو پو ں میں رکھوا دیا گیا۔ آ ج یہ جگہیں بد ھ مت کے ما ننے والو ں کے لیے انتہا ئی اہم ز یا ر ت گا ہیں ہیں ان میں ''لمبینی'' جہاں بدھ مت کے با نی گوتم بد ھ کی ولا دت ہو ئی، '' بودھ گیا'' جہا ں بد ھ کوروشن ضمیری یعنی نروان ملا، ''سارناتھ'' جہا ں پہلی بار انہوں نے اپنے دھر م کی تعلیمات دیں، ''کشینگر '' جہا ں گوتم بدھ کا انتقال ہوا۔

حوالہ جات

۱۔ ایون پی مک گریل،'' *مشرق کے عظیم مفکر*''، مترجم،یاسر جواد،(لاہور،تخلیقات؛جنوری ۱۹۹۷ء)،ص۴۵۔

۲۔ محمدحفیظ ،سید،''*گوتم بدھ:زندگی اور افکار*''،(لاہور،آزاد انٹر پرائزز، س۔ن)،ص۲۴۔

۳۔ ایضاًص۸۶۔

۴۔ الیگزینڈر برزن،''*بدھ مت اور اسلام*'' مترجم،ڈاکٹر امجدعلی بھٹی،(لاہور،فکشن ہاؤس، ۲۰۱۲ء)،ص۱۱۲۔

۵۔ رادھا ایس کرشنن، ڈاکٹر(Radha S. Krishnan,Dr)، Indian Pholosophy، (نیویارک، آکسفرڈیونیورسٹی پریس، ۱۹۸۹ء)،ص۶۹۔

۶۔ محمد حفیظ ،سید،''گوتم بدھ:زندگی اور افکار''،ص۲۴۔
۷۔ ایون پی مک گریل،''مشرق کے عظیم مفکر''،مترجم،یاسر جواد،ص۴۵۔
۸۔ الیگزینڈر برزن،''بدھ مت اور اسلام'' مترجم،ڈاکٹر امجد علی بھٹی،(لاہور،فکشن ہاؤس، ۲۰۱۲ء)،ص۳۳۔
۹۔ ایون پی مک گریل،''مشرق کے عظیم مفکر''،مترجم،یاسر جواد،ص۴۳۔
۱۰۔ زبیر رانا،''پاکستان میں تہذیب کا بحران،تخلیقات''،(لاہور،ستمبر۱۹۹۷ء)، ص ۲۸۱۔
۱۱۔ الیگزینڈر برزن،''بدھ مت اور اسلام'' مترجم،ڈاکٹر امجد علی بھٹی،ص۳۳۔
۱۲۔ ہین کریک ڈومنلن، ایڈیٹر(Heinkrick Dumonlin,Editor)، *"Budhism in the Modern World"*۔
(نیو یارک،میک میلن پبلیشرز،۱۹۷۶ء)، ص ۱۱۔
۱۲۔ مائیکل ہارٹ،''سوعظیم آدمی''،مترجم محمد عاصم ، مشمولہ: گوتم بدھ،(لاہور،تخلیقات ،فروری ۲۰۰۱ء)،ص۴۳
۱۳۔ دین محمد شفقی عہدی پوری ،'' فلسفۂ ہند و یونان'' ،(لاہور ، مجلس ترقی ادب، ۱۹۵۷ء)، ص۳۱-۳۲۔
۱۴۔ اعتزازاحسن،'' سندھ ساگر اور قیامِ پاکستان''، مترجم،متنصر جاوید، (اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز،س ن)، ص۸۲۔
۱۵۔ ایون پی مک گریل:''مشرق کے عظیم مفکر''،مترجم، یاسر جواد،ص۵۰۔
۱۶۔ علی عباس جلالپوری ، 'روایات تمدن قدیم''،(جہلم ، خرد افروز ، ۱۹۹۱ء)، ص۲۰۰۔
۱۷۔ عادل فراز، ''اخلاقیات مذاہب عالم کی نظرمیں''،(لاہور،اپناادارہ،۲۰۰۲ء)،ص۶۲-۶۳۔
۱۸۔ الیگزینڈر برزن،''بدھ مت اور اسلام مترجم،ڈاکٹر امجد علی بھٹی،ص۱۵۔
۱۹۔ محمد حفیظ ،سید، ''گوتم بدھ:زندگی اور افکار''،ص۶۳۔
۲۰۔ ایضاً ،ص ۵۷۔
۲۱۔ کرشن کمار ،''گوتم بدھ:راج محل سے جنگل تک''، مترجم، خالد ارمان، (لاہور، نگارشات۲۰۰۲ء)، ص۲۳۹۔
۲۲۔ آزاد سلہری،'' مذاہب عالم''،(لاہور،آزاد انٹرپرائزز، ۲۰۰۸ء)،ص۱۱۰۔
۲۳۔ خورشید احمد ،''اسلامی نظریہ حیات''، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، (کراچی،کراچی یونیورسٹی، ۱۹۸۶ء،طبع دوم)، ص ۵۷۔
۲۴۔ جی۔سی۔دیوبدھا(G.C.Dev Buddha)،*"The Humanist"*،(ڈھاکہ، پیراماؤنٹ پبلیشر، ۱۹۶۹ء)،ص۱۸۳۔
۲۵۔ ایثار حسین ،''ہندوستان کے عظیم لوگ''، (لاہور،بک ہوم، ۲۰۰۵ء)، ص۵۴۔